ڈاکٹر طاہرہ بشارت اسسٹنٹ پروفیسر
ادارہ علوم اسلامیہ۔ پنجاب یونیورسٹی لاہور

فلاح کا اصل سرچشمہ : اسلام

اس مادیت کے اندر ڈوبتی ہوئی دنیا کی ظلمت و تاریکی رفع کرنے کیلئے کون سا چراغ ہو سکتا ہے۔ جو کفر و الحاد کے جمود کو پاش پاش کر دے؟ وہ کون سی قوت ہے جو ایک نئی تحریک پیدا کرے اور عقل و شعور پر اٹھائے گئے اعتراضات کا منہ توڑ جواب دے سکے۔ وہ کون سی صدا ہے جس پر لبیک کہہ کر خواب غفلت میں ڈوبا ہوا انسان بیدار ہو سکے؟ وہ کون سا پیام عمل ہے جو فکر و عمل کی دعوت دے اور عملی ثبوت مہیا کرے۔

وہ راہ عمل، وہ حل، وہ فکر، اسلام ہے۔ اسلام فلاح کا اصل سرچشمہ، فطرت کی پکار، دین کامل اور عالمگیریت کا حامل دین ہے جسے خدائے وبرتر کا پسندیدہ دین نے ہونے کا شرف حاصل ہے۔ ارشاد خداندی ہے: الیوم الکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا (المائدہ ۵ :۳) ان الدین عنداللہ الاسلام (آل عمران ۳ :۱۹)

اسلام دین حق ہے اور اپنی حقانیت کا ثبوت تمام عقائد باطلہ کو رد کر کے ایک خالص اور ہر قسم کی آلودگیوں سے پاک واضح اور بین دین کی صورت میں عطا کرتا ہے۔ اسلام کا خدا ایک ایسا ہے جو ہر قسم کی حاجات و ضروریات سے مبرا ہے۔ جو کہ عالیشان ہے۔ کامل صفات سے متصف اور اپنی ہر صفت میں کامل ہے۔ اسلام ایک عالمگیر اور جامع تہذیت کا منبع ہے۔ اسلام کی تعلیمات میں شاید ہی اعمال و عقائد کا کوئی ایسا پہلو ہو جس پر اسلام کی تعلیمات موجود نہ ہوں، نہ ہی کلام الٰہی میں کہیں تشنگی کا تاثر ملتا ہے۔ قرآن کے بارے میں ارشاد ربانی ہے: وما ھوالاذکر للعلمین O(القلم ۶۸ :۵۲) اسلام نے ہر قسم کے متضاد اور باطل عقائد کا بڑے واضح اور مدلل انداز میں رد کرتے ہوئے واضح احکامات دیئے۔ ہم مختلف مذاہب کے نظاموں کا اسلام کے پیش کردہ نظام کیساتھ موازنہ کرتے ہوئے یہ ثابت کریں گے کہ اسلام ہی فلاح کا اصل سرچشمہ و منبع ہے۔

<u>غیر سامی ادیان کا تصور الٰہ اور اسلام</u> کثرت پرستی کئی ایک مذاہب خصوصاً غیر سامی مذاہب

میں خصوصیت کی حامل رہی ہے۔ ہندومت میں لاتعداد دیوی دیوتا ہیں جن کی پوجا اور پرستش کی جاتی ہے۔ صرف ویدوں میں ۳۳ دیوتاؤں کا ذکر ہے جن کی تعداد اب ۳۳ کروڑ ہو چکی ہے۔

اسلام کثرت پرستی کا جامع اور مدلل انداز میں رد کرتا ہے اور صرف خدائے واحد کو عبادت کے لائق گردانتا ہے۔ اسلام میں خدا کے علاوہ کسی کی عزت و تکریم کی مکمل طور پر مذمت کی گئی ہے۔ حتی کہ اسلام کسی نبی یا فرشتے کی عبادت کو بھی پسند نہیں کرتا ارشاد ربانی ہے۔ ویعبدون من دون الله مالم ینزل به سلطنا وما لیس لهم به علم وما للظلمین من نصیره۔ کئی مذاہب میں مختلف اور بڑے خداؤں کو بزرگ اور برتر مانا جاتا ہے۔ مگر اسلام نے اس کی جڑیں ختم کردیں۔ ارشاد ربانی ہے :ولکم یکن له کفواً احد (اخلاص :۵)

غیر سامی ادیان نے اللہ تعالیٰ کو خانگی معاملات سے متصف بھی قرار دیا ہے جبکہ ارشاد ہے وقل الحمدلله الذی لم یتخذ ولد اولم یکن له شریك فی الملك ولم یکن له ولی من الذل وکبره تکبیرا (بنی اسرائیل :۱۱۱) ہندومت میں مظاہر فطرت کی پرستش کا سبب، خوف، ڈر، امید و توقع ہے۔ انسان چونکہ مادہ پرستانہ ذہن کا مالک ہے۔ چنانچہ وہ کمزور ایمان کی بنا پر جس چیز میں نفع دیکھتا ہے یا خوف کھاتا ہے تو اسکی پرستش کرنے لگتا ہے۔ یہ محض عقل ناقص اور کم فہمی کا نتیجہ ہے جبکہ اسلام ایک خدائے بزرگ و برتر کی عبادت کی دعوت دیتا ہے۔ اور انسان کو تمام مظاہر فطرت و مخلوقات سے اشرف گردانتا ہے اور تمام مظاہر کو خدا کے حکم کے تابع قرار دیتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے :والشمس والقمر والنجوم مسخرات بامر الاله الخلق والامر (الاعراف ۷ :۱۵۴)۔ لہذا یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسلام مظاہر فطرت کی پرستش کرنے کی قطعاً اجازت نہیں دیتا، زرتشت ازم میں بنیادی اور مرکزی عقیدہ ثنویت ہے اور اسلام میں اس عقیدے کا کوئی جواز نہیں۔ وقال اللہ لا تتخذ والھین اثنین انما ھوالہ واحدہ (النحل ۱۶ :۱۵۳) اتنی بڑی اور وسیع کائنات اور اسکا ایک منظم و مرتب سلسلے سے چلنا ایک خدا کے وجود کی نشانی ہے، وگرنہ اگر بہت سے خدا ہوتے تو زمین میں فساد برپا ہو جاتا ہے۔ لوکان فیهما الهة الا الله لفسدتا فسبحن الله رب العرش عما یصفون (الانبیاء ۲۱ :۲۲)

سامی ادیان کا تصور الہ اور اسلام سامی ادیان میں یہودیت عیسائیت اور اسلام شامل ہیں۔ یہ

تینوں الہامی دین ہونے کا دعوی رکھتے ہیں۔ مگر یہودیت اور عیسائیت نے اپنی تعلیمات میں تحریفات کر کے اس دعوے کی خود تردید کر دی ہے، مگر اسلام وہ واحد دین ہے۔ جس کی تعلیمات آج بھی وہی ہیں جو آج سے چودہ سو سال پہلے تھیں۔ یہودیت میں بھی توحید کا تصور دیا گیا تھا اور عیسائیت میں بھی، مگر یہودیوں نے تصورِ الہٰ میں تفریط کی اور گوسالہ پرستی، بت پرستی حتی کہ عزیر پرستی کو اللہ کے ہم مرتبہ قرار دے دیا۔ حضرت موسیٰ کی طرف جو کتاب منسوب کیجاتی ہے وہ توریت ہے اور توحید کا ذکر اسمیں جابجا پایا جاتا ہے۔ "سن اے اسرائیل خداوند! ہمارا خدا ایک ہے۔" مگر انکے تصورِ الہٰ کی گواہی قرآن یوں دیتا ہے۔ وقالت الیهود عزیز ابن الله ۔(التوبۃ۹ : ۳۰) اور خدا کی طرف بتوں کو منسوب کرنا انکی عادت بن چکی تھی۔ قرآن نے انکے عقیدے کا رد اسطرح کیا۔ سبحن الله عمایشرکون O (الحشر :۲۳)

دوسری طرف عیسائی ہیں جو حضرت عیسیٰؑ کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا قرار دیتے ہیں۔ انہیں حضرت مریم اور اللہ تعالیٰ کو عقیدہ تثلیث کے تحت ایک قرار دیتے ہیں۔ لقد کفر الذین قالو ا ان الله ثالث ثلثة (المائدہ ۵ : ۷۳) قرآن مجید نے عقیدہ تثلیث کو کفر سے تشبیہ دی اور کہا ماالمسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبله الرسل وامه صدیقة (المائدہ۵ : ۷۵) اسلام اپنے معبود حقیقی کو ہر قسم کے خانگی معاملے، شرک اور تشبیہ سے برتر قرار دیتا ہے اور کہتا ہے۔ الله لا اله هو الحی القیوم لا تاخذه سنة ولا نوم مافی السمٰوت وما فی الارض (البقرہ۲ : ۲۵۵) سورۃ الاخلاص میں اللہ تعالیٰ کی کامل توحید کی نشاندہی کی گئی ہے۔ اسکے علاوہ قرآن پاک میں جابجا اللہ تعالیٰ کے معبود حقیقی ہونے اور باطل معبودوں کا رد پایا جاتا ہے۔

عقیدہ رسالت کسی بھی مذہب یا نظریہ حیات کیلئے اس کے پس منظر میں ایک صحیح رہنما کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ قوم، ملک اور رہنما کے بغیر ترقی نہیں کر سکتی۔ لہذا دین جیسے حساس عقیدے اور عقیدے کا تصور رسالت کے بغیر نامکمل ہے۔ غیر سامی ادیان میں جو رہنما اصول ہمیں نظر آتے ہیں ان میں بدھ مت اور زرتشت ہیں۔ انہیں یہ دونوں مذاہب کے پیروکار اپنا رہنما تسلیم کرتے ہیں مگر انکے تصور میں ہمیں افراط نظر آتا ہے، کیوں کہ انہوں نے اپنے رہنماؤں کو الہ کے مقام تک پہنچایا۔ اور عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ کو ابن اللہ قرار دے دیا۔ اسلام وہ واحد دین ہے جس

نے تمام انبیاء کی معصومیت کی گواہی دی اور خاص طور پر اپنے رہنما یعنی حضرت محمد ﷺ کی عزت تکریم کو ضروری قرار دیا۔ اسلام میں داخلہ کے وقت کلمہ طیبہ پڑھا جاتا ہے جس میں اللہ کی حدانیت اور نبیؐ کی رسالت کی گواہی دی جاتی ہے۔ اسلام نے اپنے پیغمبر کے ساتھ محبت کا تعلق قائم کرنے کی تلقین کی۔ قل ان کنتمَ تحبون الله فاتبعونیّ یحببکم الله ویغفر کم ذنو بکم (آل عمران ۳ :۳۱) اسلام سے پہلے نبوت ورسالت کا ہلکا سا خاکہ نظر آتا ہے مگر اسلام نے اس خاکے کو مزین اور مرتب شکل دی گویا دوسرے ادیان کے مقابلے میں اسلام ہی وہ دین ہے جو اپنے پیشوا اور رہنما کو عزت و تکریم دیتا ہے اور مسلمانوں کو انکی پیروی کرنے کا حکم دیتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔ من یطع الرسول فقد اطاع الله (النساء ۴ : ۸۰)

عقیدہ آخرت اکثر مذاہب عقیدہ آخرت کے بارے میں کوئی خاص اور متعین معلومات فراہم نہیں کرتے۔ بدھ مت نروان، ہندو مت میں مکتی کا تصور یا تناسخ ارواح کا تصور عقیدہ آخرت کو ظاہر کرتا ہے مگر نروان، مکتی یا تناسخ اصل میں کیا ہے؟ اس کی وضاحت نہ پہلے کسی نے کی اور نہ آج تک کوئی کر سکا ہے۔ تاہم ہندو مت اور بدھ مت چونکہ عقیدہ تناسخ کے قائل ہیں لہذا وہ آخرت کے عقیدے کو ضروری قرار نہیں دیتے۔ تاہم یہود و نصاریٰ کے ہاں آخرت کا عقیدہ پایا جاتا ہے مگر یہود آخرت کی تمام نعمتوں کو اپنے لئے مخصوص سمجھتے ہیں اور نصاریٰ کے مطابق عیسیٰ ان کے تمام گناہوں کا کفارہ ادا کر چکے ہیں۔ اسلامی عقیدہ آخرت کو تمام ادیان میں الگ حیثیت حاصل ہے۔ اس عقیدے کے مطابق جزا و سزا اس دنیا میں بھی ہے اور آخرت میں بھی۔ بعض کو ظاہری اور بعض کو ضمیر کی خلش کے طور پر سزا ملتی ہے اور یہ بھی ایک نعمت ہے۔ کیوں کہ ایک مسلمان ایک غلط کام کرنے سے بیشتر خود کو یہ بات باور کرا دیتا ہے کہ اسے اس عمل کا جواب دینا ہو گا۔ یوم تشهد علیهمَ النستهم وایدیهم وارجلهم بما کانوا یعملون O (النور ۲۴ : ۲۴) کوئی شخص کسی کے کام نہیں آئے گا۔ لن تنفعکم ارحامکم ولا اولا دکم یوم القیامة یفصل بینکم والله بما تعملون بصیر O (الممتحنة ۶۰ : ۳) اسلام کی تعلیمات کی فوقیت اس لحاظ سے بھی ظاہر ہوتی ہے کہ اس میں صرف دنیا کو ہی پیش نظر نہیں رکھا گیا بلکہ آخرت کی زندگی کی بھلائی کو بھی مد نظر رکھا گیا ہے۔ حتیٰ کہ مسلمانوں کو یہ دعا سکھائی گئی ہے۔ ربنا اتنا فی الدنیا

حسنة وفي الاخرة حسنة وقنا عذاب النار (البقرہ ۲ : ۲۰۰)

معاشرتی تعلیمات بے اعتدالی وافراط و تفریط کی اس دنیا میں صرف ایک ہی نظام معاشرت ایسا پایا جاتا ہے جس میں غایت درجہ کا اعتدال و توازن پایا جاتا ہے اور جس میں فطرت انسانی کے خفیف سے خفیف پہلو کو بھی مد نظر رکھا گیا ہے۔ انسان کی جسمانی ساخت، حیوانی جبلت اور اسکی سرشت اور اسکے فطری داعیات کے متعلق نہایت مکمل تفصیلی علم سے کام لیا گیا ہے۔

اسلام سے قبل تمام مذاہب میں عورت کی حیثیت وحالت نہایت ابتر تھی، ہندومت میں جھوٹ بولے، بغیر سوچے سمجھے کام کرنے، حماقت، طمع، ناپاکی اور بے رحمی کو عورت کی صفات قرار دیا گیا۔ بدھ مت نے عورت کیساتھ تعلقات سے بچنے کیلئے رہبانیت کو پسند کیا۔ زرتشت ازم میں عورت کے بارے میں کچھ معلومات نہیں ملتیں۔ یہودیت وعیسائیت میں عورت کو پیدائشی گناہگار، مکار، بد نیت اور نسل انسانی کی دشمن قرار دیا ہے۔ جبکہ اسلام نے مرد اور عورت میں روحانی اعتبار سے کسی قسم کی تقسیم روا نہیں رکھی، اور انسانی فضیلت کا معیار تقویٰ کو قرار دیا ہے۔ فاستجاب لهم ربهم انى لا اضيع عمل عامل منكم من ذكر اوانثى بعضكم من بعض O (آل عمران ۱۳ : ۱۹۴) ہندومت میں طلاق کا کوئی تصور نہیں۔ مسیحیت میں بھی طلاق کی اجازت نہیں۔ زرتشت نے بھی اس سلسلے میں کوئی ہدایت نہیں دی۔ یہودیت میں طلاق کا تصور تو ہے مگر بیوی کو یہ حق نہیں کہ خاوند سے علیحدگی اختیار کرے، مگر اسلام مرد کو طلاق اور عورت کا خلع کا حق دیتا ہے۔ تعدد ازواج کا تصور ہندومت میں موجود ہے۔ یہودی قوانین تعدد ازواج کی اجازت دیتے ہیں۔ زرتشت میں مرد کو بلا تحدید کئی شادیوں کی اجازت دی گئی ہے۔ عیسائیت میں دوسری شادی کی اجازت نہیں اور ازواج کے حقوق و فرائض میں بھی افراط و تفریط پائی جاتی ہے۔

اسلام میں نکاح اور مہر کے بغیر عورت کیساتھ تعلق قائم کرنا درست نہیں۔ بوقت ضرورت مرد طلاق دے سکتا ہے۔ اور عورت بھی خلع لے سکتی ہے۔ اسلام نے عورت کیلئے نفقہ اور مہر حتی کہ وراثت میں بھی اسکا حصہ مقرر کیا۔ طلاق یا وفات کی عدت مقرر کر دی گئی اور اسکے بغیر عقد ثانی کی اجازت مرحمت کی گئی۔ تعدد ازدواج کی مقید اجازت دی گئی تاکہ مرد دوسری یا تیسر شادی کرتے وقت جلدی نہ کرے۔ (النساء ۴ : ۱۲۹)

اسلام نے عائلی زندگی کا ایک مکمل اور مربوط نظام فراہم کیا ہے جس میں مرد کو قوام بنایا گیا ہے (النساء ۴ : ۳۴) اور عورت کے جملہ اخراجات کی ذمہ داری اس پر ڈالی گئی ہے۔ عورت کے متعلق کہا گیا۔ ھن لباس لکم وانتم لباس لھن (البقرہ ۲ : ۱۸۷) اور انکے ساتھ بہتر سلوک کی نصیحت کی گئی، وعاشر وھن بالمعروف اسکے علاوہ والدین، رشتہ داروں، پڑوسیوں اولاد وغیرہ کے حقوق کو بھی مد نظر رکھا گیا۔ حقوق کی یہ خوبصورت تقسیم کسی معاشرے اور مذہب میں نظر نہیں آتی۔

اخلاقی تعلیمات ہندومت کی سب سے بڑی اخلاقی خرابی ذات پات کا نظام ہے جس سے ہندو آج تک نہیں نکل سکے۔ بدھ مت میں بھیک مانگنا پسندیدہ روزی سمجھا گیا ہے۔ زرتشت کے اندر بھی مکمل اخلاقی تعلیمات نظر نہیں آتیں۔ اور یہودیت و نصرانیت کی اخلاقی تعلیمات محض نصیحتوں پر ہی مبنی ہیں۔ یہودیت کے نظام اخلاق میں صرف عدل ہے اور عیسائیت کے نظام اخلاق کا یہ اصول کہ اگر کوئی ایک گال پر تھپڑ مارے تو دوسرا گال بھی پیش کردو اور کسی سے بدلہ نہ لو یہ بات بھی فطرت کے خلاف ہے جبکہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جس میں نہ افراط ہے اور نہ تفریط۔ جو نہ محض عدل ہے اور نہ محض عفو۔ بلکہ اعتدال کا رویہ اسلامی اخلاق کا خاصہ ہے۔

نظام معاشیات ہندومت میں بڑھئی، وید، درزی، لوہار جیسے پیشے حقیر سمجھے جاتے ہیں۔ بدھ مت میں بھی معیشت کا شعبہ واضح ہدایت سے محروم ہے۔ بدھ مت میں دنیاوی ترقی کی مذمت کی گئی ہے کیونکہ بدھ مت میں دنیا کو دکھوں کا گھر سمجھا جاتا ہے۔ لہذا معاشی ترقی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس مذہب میں بھیک مانگنا حلال روزی سمجھا جاتا ہے۔

زرتشت ازم میں رہبانیت کی گنجائش نہیں۔ کسی حد تک اسکا معاشی پہلو واضح ہوتا ہے لیکن مکمل معاشی نظام سے یہ مذہب بھی خالی ہے۔ یہودیوں کے ہاں سود خوری معاشی نظام کی جڑ ہے اور انکے ہاں شراب کی خرید و فروخت حلال سمجھی جاتی ہے۔ عیسائی پادریوں نے عوام سے رقم بٹورنے کے نئے طریقے اختیار کرلئے تاہم عیسائیت میں بھی معاشی مسائل کو مد نظر رکھا گیا ہے۔

اشتراکیت اور سرمایہ دارانہ نظام بھی انسان کی پوری زندگی کیلئے کافی ہیں۔ ان دونوں نظاموں کے نتیجے میں جدید معاشروں میں مساوات و توازن کی بجائے غربت اور استحصال نے جنم لیا۔

ان تمام نظاموں کے برعکس اسلام پوری زندگی کا جامع اور ہمہ گیر نظام عطا کرتا ہے اسلام کے نظام میں جامعیت بھی ہے اور وسعت بھی وحدت بھی ہے اور کمال بھی۔ یہ نظام فطرت سے بغاوت نہیں بلکہ مطابق کا نام ہے۔ جو انسان کے انفرادی اور اجتماعی دونوں قسم کے حقوق کی ضمانت دیتا ہے۔ نہ یہ سرمایہ دارانہ جمہوریت کی طرح آزاد معیشت کا حامی ہے اور نہ اشتراکیت کی طرح شخصی آزادیوں کا کچلتا ہے۔ اسلام کا نظام اور اسکے اصول آج بھی اتنے ہی کار آمد ہیں۔ جتنے چودہ سو سال قبل تھے۔ ان اصولوں نے معاشرے میں معاشی انقلاب برپا کر دیا تھا۔ اسلام دین فطرت ہے اور تمام مذاہب پر اپنی اعلی تعلیمات و روایات کی وجہ سے فائق ہے۔ اسلام ہی فلاح کا اصل سرچشمہ ہے جسے انسانیت کی رہنمائی کیلئے اللہ نے آخری نبی ﷺ کو مرحمت فرمایا۔ اسلام کی اعتقادی۔ فکری۔ معاشی غرض کہ ہر قسم کی تعلیمات کا مکمل اور مربوط نظام ہے۔ آج دنیا ایک طرف مادیت اور دوسری طرف معاشی کشمکش کی دہری مصیبت میں گرفتار ہے۔ مگر اسلام ایک ایسا نظام پیش کرتا ہے جو روح اور مادہ دونوں پر محیط ہے۔

انگلستان کے ایک مفکر سر ولیم لکھتے ہیں "اسلام کے پاس آدم کو دینے کیلئے اتنا کچھ ہے کہ وہ آخر کار دنیا کو بھی اپنی طرف مائل کریگا"۔ صرف یہی نہیں بے شمار مستشرقین اسلام کے زندہ جاوید مذہب ہونے پر یقین رکھتے ہیں۔ اور انکا خیال ہے کہ یہی دین فلاح اور نجات کا ضامن ہے۔ یہی انسان کو موجود مسائل سے نکالنے کی اہلیت رکھتا ہے۔ اسلئے اب ہمارا فرض بنتا ہے کہ دنیا کو قرآن اور اسلام کی انقلاب آفریں تعلیم سے آشنا کرائیں کہ وقت کی پکار یہی ہے۔ بقول اقبالؒ ؎

جہاں اگرچہ دگرگوں ہے قم باذن اللہ — وہی زمین وہی گردوں ہے قم باذن اللہ
کیا نوائے انا الحق کو آتشیں جس نے — تری رگوں میں وہی خون ہے قسم باللہ

☆☆☆☆☆☆